امت مسلمہ کی صورتحال

اور اس کا حل

امام انور العولقی حفظہ اللہ

ترجمہ: مجاہد فی سبیل اللہ حفظہ اللہ

نظر ثانی: عمران بشیر حفظہ اللہ

ادارہ البرہان

امت مسلمہ کی صورتحال

اور اسکا حل؟

مسلمانانِ پاکستان سے

امام انوار العولقی حفظہ اللہ کا یمن سے براہ راست ویڈیو خطاب

ترجمہ

مجاهد فی سبیل الله

نظرِ ثانی

عمران بشیر حفظہ اللہ

ادارہ البرہان

برائے رابطہ:

perfectlyapproaching2@gmail.com

امام انوار العولقی حفظہ اللہ

ان علماء میں سے ایک ...... جن کی امت کو ضرورت ھے

امام انوارالعولقی حفظہ اللہ امریکہ کے شہر نیومیکسیکو میں پیدا ہوئے، دینی تربیت کے لیے والدین بچپن ہی میں یمن لے گئے جہاں ابتدائی دینی علم سیکھنے کے علاوہ یمن کے نامور علماء سے دینی علوم میں مہارت حاصل کی۔قرأت، تفسیر قرآن اور حدیث کے تمام علوم کے علاوہ، فقہ اور اصول فقہ کی بھی اسناد لینے بعد واپس امریکہ چلے گئے اور وہاں کے مختلف شہروں میں مساجد کی امامت انجام دی۔امریکہ میں قیام کے دوران کولوراڈو واسٹیٹ یونی ورسٹی سے سول انجینئر نگ میں بی ایس کیا۔پھر سان ڈیاگو یونیورسٹی سے ایجوکیشنل لیڈرشپ میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔اس کے بعد واشنگٹن چلے گئے جہاں دارالہجرت اسلامک سینٹر کی سربراہی کے فرائض انجام دیے، جارج واشنگٹن یونیورسٹی کی اسلامی کونسل کے ممبر رہے اور اسی یونیورسٹی سے ہیومن ریسورس ڈیویلپمنٹ میں پی ایچ ڈی کر رہے تھے کہ اپنے وطن شبوۃ (یمن) واپس آ گئے۔شیخ کے خیال میں اب حالات ایسے ہو چکے ہیں کہ مغربی دنیا میں رہنے والے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مسلم سرزمین کی طرف ہجرت کریں۔چنانچہ اس وقت شیخ انوارالعولقی صنعا (یمن) کی دینی درسگاہ ''جامعة الایمان'' میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔شیخ انوارالعولقی کی بہت سی معرکۃ الآرا کتابیں اور لیکچر سیریز اب تک منظرعام پر آ چکے ہیں جن کی فہرست خاصی طویل ہے۔اس کے علاوہ انٹرنیٹ پر شیخ کا اپنا بلاگ ہے(www.anwar-alawlaki.com) اس بلاگ پر دنیا بھر کے مسلمان شیخ انوار سے رابطہ رکھ سکتے ہیں۔شیخ کی بیشتر تقاریر اور کتابیں اس ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہیں۔

۳۱ اگست ۲۰۰۶ کو یمن کی خفیہ ایجنسیوں نے امریکی اشارے پر شیخ انوار کو گرفتار کر لیا، لیکن جرم ثابت نہ ہونے کی بنا پر پندرہ ماہ حراست میں رکھنے کے بعد ۱۲ دسمبر ۲۰۰۷ کو شیخ انوار کو رہا کر دیا گیا۔حراست کے دوران امریکی خفیہ اہلکاروں نے بھی آپ سے تفتیش کی۔شیخ انوار کہتے ہیں کہ گرفتاری کے ایام کئی اعتبار سے میری زندگی کے سب سے بہتر ایام تھے، یہ گرفتاری مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا جس کی بدولت میں نے اس عرصے میں فرصت سے اتنا کچھ پڑھا اور سیکھا جو شائد زندگی بھر نہ سیکھ سکتا۔

مارچ ۲۰۰۹ میں شیخ انوار نے اسلام آباد میں قائم شفا انٹرنیشنل کے آڈیٹوریم میں مسلمانان پاکستان سے خصوصی خطاب فرمایا، زیرنظر تحریر اسی کا اردو ترجمہ ہے، اصل تقریر انگریزی میں ہے جو شیخ انوار کی ویب سائٹ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔مغربی دنیا میں مسلم حلقوں سے شیخ انوار بذریعہ انٹرنیٹ براہ راست ویڈیو خطاب کرتے ہیں، حال ہی میں ان ویڈیوز کو انٹرنیٹ پر نشر ہونے سے روک دیا گیا ہے۔آج امام انوارالعولقی مجاہدین کے ہم نوا اور جہاد کے سب سے بڑے داعی اور عالم دین کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے صومالیہ کی حرکة الشباب المجاهدين کے بعض حلقوں کی جانب سے انہیں عصر حاضر کا ابن تیمیہ ؒ بھی کہا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ شیخ انوار کی حفاظت فرمائے اور اُن کے علم کو امت کے حق میں فائدے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا

میرے ہر دلعزیز بھائیو اور بہنو......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!......

میں یمن میں بیٹھ کر آپ سے پاکستان میں مخاطب ہوں۔یمن اور پاکستان میں بہت سی قدریں مشترک ہیں، کسی ایک کی بات کروں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہی دوسرے ملک کی بات ہو۔ان دونوں خطوں کے لوگ اسلام سے گہری وابستگی اور تعلق رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود یہاں کے حالات بہت خراب ہیں۔دونوں ملکوں میں نام نہاد جمہوریت رائج ہے، دونوں ملکوں میں سیاسی انتشار اور کشاکش عروج پر ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں دونوں ممالک امریکہ کے اہم حلیف ہیں، دونوں ممالک اپنی خودمختاری سے پوری طرح دستبردار ہو چکے ہیں یوں لگتا ہے گویا سب کچھ امریکہ کے ہاتھوں میں تھما دیا گیا ہے، کہیں ان کی سرزمین پر بلا جھجک ڈرون حملے ہوتے ہیں اور کہیں ان کی سرزمین کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں رسد کی فراہمی کیلئے اڈوں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں دونوں ملکوں پر خائن اور بدکردار لوگوں کی حکومت قائم ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رباط (افریقہ) سے لے کر کابل تک ہمارا منظرنامہ ایسے سرکش حکمرانوں سے بھرا پڑا ہے جو مدہوش اور نیم مردہ عوام پر حکومت کر رہے ہیں۔

امت کا تصور زندہ کریں!

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ایک دوسرے کو مخلص ہو کر نصیحت کرنی چاہیے، لہٰذا اب ہمیں سچائی کی تلخی برداشت کرنی ہوگی، ٹھنڈی میٹھی باتوں سے کسی کو فائدہ نہیں ہوگا۔اگر ہمیں حالات بدلنے ہیں تو مل بیٹھ کر غور کرنا ہوگا، اپنی بیماریوں کی تشخیص کرنی ہوگی، علامات سے پہچان کر دیکھنا ہوگا کہ ہم کون کون سے عارضے میں مبتلا ہیں اور ان کا علاج کیسے ممکن ہے؟؟؟؟ مثلاً ہم وطن پرستی، قبائلی تعصب، نسلی اور لسانی امتیازات میں مبتلا ہو چکے ہیں جنہوں نے ہمارے اندر امت واحدہ کا تصور دھندلا دیا ہے۔مکاری اور دجل سے کام لے کر پہلے ہمیں قومی ریاستوں میں بانٹ دیا گیا پھر ہمارے اندر تعصب کی خطرناک بیماریاں پھیلائی گئیں نتیجتاً ہم ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے۔یہ اسی کا ثمر ہے کہ اگر کسی مسلمان ملک میں مسلم مہاجرین اور مجاہدین آ جائیں تو انہیں غیر ملکی قرار دے کر امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔حالانکہ حقیقت میں یہ قومی امتیازات

ایک امت واحدہ کی حیثیت سے ہمارے لئے مضبوطی کا باعث ہیں۔اس امت میں بہت سی مختلف قومیں ہیں،سب کے مختلف پس منظر ہیں،مختلف انساب ہیں اور مختلف زبانیں ہیں، یہ سب کچھ تو ہماری قوت کا باعث ہیں نہ کہ کمزوری کا۔اس لیے ہمیں جلد از جلد ایک امت کے تصور کو پھر سے زندہ کرنا ہوگا۔

میں آج جن موضوعات پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں ہوسکتا ہے کہ وہ آپ میں سے کچھ لوگوں کی نظر میں حساس ہوں،لیکن میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ سب کچھ نیک نیتی اور خلوص پر مبنی ہے اس لیے میری خواہش ہے کہ یہ گفتگو میرے لئے اور تمام بہن بھائیوں کے لئے نصیحت بن جائے۔آج امت مسلمہ کی صورتحال نہایت دردناک ہے، بے شک ہمارے دل اس پر دکھی ہیں اور ہم اس حالت کو بدلنا چاہتے ہیں۔تاریخ کے اوراق میں جھانکنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیلی ہمیشہ نوجوان لایا کرتے ہیں۔اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعے کا ذکر کیا ہے جو ان کی زندگی کا عظیم ترین کارنامہ تھا،یعنی جب انہوں نے سب سے بڑے بت خانے میں جا کر ایک کے سوا تمام بتوں کو توڑ ڈالا جس پر ان کی قوم نے غضب ناک ہو کر انہیں دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا تو وہاں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمَ . (الانبياء : ٦٠)

انہوں نے کہا: ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا ہے جسے ابراہیم کہا جاتا ہے

یعنی اُس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نوجوان تھے۔پھر اصحاب کہف کا مشہور واقعہ دیکھیں ...... بلکہ سورہ کہف کا نام ہی جن لوگوں پر رکھا گیا ہے، وہ کون تھے؟ قرآن بتاتا ہے کہ وہ بھی نوجوان تھے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے والے کون تھے؟ وہ بھی نوجوان تھے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بھی نوجوان ہی تھے۔پس یہ نوجوان ہی ہیں جو ہمیشہ تاریخ کو بدلنے کا بار اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں۔میں یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات میں ہم جس تبدیلی کے خواہش مند ہیں اس میں اہم ترین کردار ''امت کے نوجوانوں'' نے ادا کرنا ہے۔

خلافت از سر نو قائم ہونے والی ہے:

بھائیو اور بہنو! ہم اسلامی انقلاب کے کنارے پر کھڑے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ خلافت از سر نو قائم ہونے والی ہے۔آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے امت مسلمہ کے مستقبل کے بارے میں کچھ جھوٹی امیدیں اور تمنائیں باندھ لی ہیں، بلکہ اس کے واضح دلائل موجود ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ امت کی سربلندی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کی جو پیشن گوئیاں موجود ہیں ان کے پورے ہونے کا وقت بہت قریب آ چکا ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی ایک صحیح حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

'اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا کریں گے، جو دین کو دوبارہ زندہ کریں گے'

اس حدیث کا ایک مفہوم یہ بھی کہ ہر سو سال میں اللہ ﷻ دین کے اُن تمام پہلوؤں کو دوبارہ زندہ کرتے رہیں گے جنہیں نشاۃ ثانیہ کی ضرورت ہو گی اور دین کا سب سے اہم پہلو خلافت کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

'دین کی کڑیاں یکے بعد دیگرے ٹوٹتی چلی جائیں گی، ان میں پہلی کڑی حکومت ہو گی اور آخری نماز کی'

اگر آپ کو یاد نہ ہو تو میں بتاؤں کہ ۱۹۲۴ء سے لے کر اب تک ہم خلافت سے محروم ہیں کیونکہ اس سال یعنی ۱۹۲۴ میں خلافت ٹوٹ گئی تھی۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ سو سال نہ گزرنے پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ دین کے دیگر شعبوں کی طرح اس شعبے یعنی خلافت کو بھی دوبارہ زندہ کریں گے یعنی ۲۰۲۴ء سے پہلے باذن اللہ۔ اللہ کے سوا غیب کا علم تو کسی کو بھی نہیں، لیکن ہم اس حدیث سے یہ بات اخذ کر سکتے ہیں کہ سو سال سے زیادہ اللہ ﷻ ہمیں خلافت سے محروم نہیں رکھیں گے۔ لہٰذا ہم ایک ایسی تبدیلی کے سرے پر کھڑے ہیں جس میں اسلام کا مکمل احیاء ہو گا، صرف علم و عقل کا احیاء نہیں، بلکہ حکومت، جہاد فی سبیل اللہ اور ہر اس شعبے کا احیاء ہو گا جسے دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی لیے آج ایسے مسلمانوں کی تعداد میں روز اضافہ ہو رہا ہے جن کے خیال میں جہاد فی سبیل اللہ کو اس انقلاب اور تبدیلی کی راہ میں ہمارے منصوبے کا حصہ ہونا چاہئے۔ اور یہ خیال بھی عام ہوتا جا رہا ہے کہ ہمیں نہ صرف ان کفار کے خلاف لڑنا ہے جو ہمارے علاقوں پر قابض ہیں بلکہ ان خائن اور لٹیرے حکمرانوں کے خلاف بھی برسرِ پیکار ہونا ہے، جنہوں نے ظلم و جبر کے ساتھ کفر کا نظام ہمارے سروں پر مسلط کر رکھا ہے۔

افغانستان اور پاکستان کا مرکزی کردار ہے:

آج، افغانستان اور پاکستان اپنے قدیم اسلامی پس منظر، کثیر مسلم آبادی اور وسیع رقبے کے ساتھ امت کی نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں اور مستقبل میں ان خطوں کا یہ کردار مزید اہم ہو جائے گا۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ سب سے پہلے آپ اس بات کا ادراک کریں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں، آپ ایک مرکزی نقطے پر ہیں، بلکہ یوں سمجھ لیں کہ آپ سٹیج کے بیچ میں کھڑے ہیں اور پوری دنیا کی نظریں آپ پر ہیں۔ شاید آپ کو بھی اس بات کا اندازہ ہو چکا ہو کہ یہی وہ خطے ہیں جہاں امت کی نئی تاریخ رقم ہونے والی ہے۔ یہ سارا انتشار اور بدنظمی اسی کی عکاسی کرتا ہے، البتہ آخر میں جو نتیجہ حاصل ہو گا اس کیلئے ہم سب کو مل کر کوشش کرنی ہو گی۔

یہ دنیا دارالامتحان ہے

لوگ کہتے ہیں کہ کشتی جیسے بہہ رہی ہے بہنے دو اور حالات جیسے چل رہے ہیں چلنے دو۔ نہیں، امت کی صورتحال دردناک ہے، حالات بہت خراب ہو چکے ہیں اور انہیں تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یاد رہے کہ

مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ زندگی ہمارے لئے امتحان ہے۔ یہ دنیا خیر اور شر کی قوتوں کے درمیان رزم گاہ ہے انسانیت کی تاریخ ہمیشہ سے یہی رہی ہے، خلق کی ابتداء سے لے کر قیامت تک حق اور باطل آپس میں ٹکراتے رہیں گے۔ مسلمان کے ایمان کی آزمائش اسی سے ممکن ہے، اس لیے حالات کی خرابی کا بہانا کر کے فرار ڈھونڈنا ایمان کے منافی ہے اور اس آتش عشق میں بے خطر کود پڑنا حاصلِ ایمان ہے۔

کیا میں بھی خاموش تماشائی ہوں گا؟

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! اب آپ کو مزید انتظار نہیں کرنا چاہیے اس معرکے میں حصہ لینے کے لیے اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا جائزہ لیجیے۔ آپ سوچیں، اپنے آپ سے سوال کریں کہ کیا مجھے خاموش تماشائی بننا گوارا ہے جبکہ آپ کے بالکل قریب ہی آپ کے مجاہد بھائی جنت کے اعلیٰ ترین درجات میں جگہ بنا رہے ہیں؟ کیا آپ اپنے آپ کو اللہ کے اُس عظیم اجر سے محروم رکھنا چاہتے ہیں جو اِس دور میں جہاد کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے؟ جو لوگ احیائے اسلام کی خاطر، اپنی جان، مال، وقت اور اپنا سب کچھ اللہ ﷻ کی خاطر قربان کرتے ہیں ان کے لیے اللہ کے پاس بہترین اجر ہے جب کہ خاموشی سے نظارہ کرنے والوں کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو یا تو ابتدائی زمانے میں تھے یا آخری دور میں آئیں گے۔ یہ وہ امت ہے جس کی ابتداء محمد ﷺ سے ہوئی اور انتہا عیسیٰ علیہ السلام پر ہوگی۔ جس طرح محمد عربی ﷺ کے جھنڈے تلے لڑنے والے اس امت کے بہترین افراد تھے، اسی طرح وہ لوگ بھی اس امت کے بہترین لوگ ہیں جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ان کے جھنڈے تلے قتال کریں گے۔ (بحوالہ حدیث)

باطل نظریات کی نفی:

لیکن اس منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کیلئے چند تصورات کا واضح ہونا لازمی ہے۔ ہمارے درمیان بہت سے غلط عقائد اور غلط تصورات پھیل چکے ہیں، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آپ ابتداء ہی میں غلط تصورات کی تصحیح کر لیں، انہیں خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور ان پر اپنی گرفت مضبوط کر لیں تاکہ ہم مطلوبہ تبدیلی لانے کے لیے تیار ہو سکیں۔ میں ایسے چار تصورات پر بات کروں گا۔

::: **پہلا تصور** :::

اسلام ایک جامع دین ہے

پہلا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل 'دین' ہے۔ اسلام صرف نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کا نام نہیں

اورنہ ہی اسلام ایسا مذہب ہے جو چند انفرادی مراسم عبودیت تک محدود ہو اور اس بات کا قائل ہو کہ Onto God what is to God and onto ceaser what is to ceasar (خدا کیلئے جو خدا کا ہے اور قیصر کے لئے جو قیصر کا ہے۔) مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ اسلام کے چند پہلوؤں پر قانع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ، جہاد فی سبیل اللہ یا امت کو اللہ کی حاکمیت میں دوبارہ لانے جیسی چیزوں میں کوئی حصہ، کوئی کردار نہیں ہے۔ ایک بہت عام غلط فہمی یہ ہے کہ ہمارے اردگرد جو کچھ ہو رہا ہے اسلام اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ بہت سے مسلم اذہان میں بھی عیسائیوں کی طرح کلیسا اور ریاست کے درمیان تقسیم کا تصور پایا جاتا ہے۔ بھائیو! جب ڈاکوؤں اور منافقوں کا ایک گروہ، جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں، امت کے امور پر حاکم بن بیٹھیں اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کو پس پشت ڈال کر اس کی جگہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کریں، جب ان کی فوج اور پولیس اپنے جابر آقاؤں یہود و نصاریٰ کے مقاصد کے حصول کیلئے اپنی طاقت کا رخ مسلمانوں کی طرف موڑ دیں، جب امت کے خزانوں کو لوٹا اور برباد کیا جا رہا ہو، ہر جگہ ظلم اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو، کیا آپ کے خیال میں اسلام اس کی بابت کچھ نہیں کہتا؟؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اللہ ﷻ کی عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سارے اعمال اس کے احکام کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ. (المائدہ: ٤٤)

اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ (قوانین) کے مطابق فیصلہ نہ کرے یہی لوگ کافر ہیں

زندگی کے ہر شعبے میں اسلام ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ سیاست ہو یا معیشت، روحانی اور نجی زندگی ہو یا معاشرت سے متعلق امور ہوں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن تو ہر طرح کے احکامات سے بھرا ہوا ہے۔ اور یہی حال رسول اللہ ﷺ کی سنت کا بھی ہے۔ کون اس کو جھٹلائے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک ریاست کے امیر بھی تھے اور ایک جنگی کماندان بھی، آپ صرف مسجد میں نمازیں ہی نہ پڑھا کرتے، بلکہ آپ ایک استاد، ایک قاضی، ایک گھریلو مرد بھی تھے۔ غرض اللہ کے حکم سے آپ ہر شعبہ سے متعلق قوانین عطا کرنے والے تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا وہ اللہ کے حکم سے ہوتا تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ قریش میرا مذاق اڑاتے ہیں کہ میں آپ کی کہی ہوئی ہر بات کیوں لکھتا ہوں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لکھو (اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا) اور کہا، ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔''

: : : دوسرا تصور : : :

اسلامی شریعت کا نفاذ فرض ہے

اسی سے دوسرا تصور برآمد ہوتا ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے احکام نافذ کرنا ہم سب پر فرض ہے اور ہمیں مل کر اس کے لیے کوشش کرنی ہے۔ اگر ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل دین ہے تو اللہ کے قوانین کو دوبارہ نافذ کرنے کی کوشش ضروری اور ہمارے ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ ہمیں شریعت کو دوبارہ اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے، اسلامی خلافت کو دوبارہ قائم کرنا ہوگا۔ یہ کوئی نفلی چیزیں نہیں، بلکہ ہم سب پر فرض ہیں، ہم سب کو مل کر متحد ہوکر کوشش کرنی ہوگی کہ اللہ کی زمین پر دوبارہ اللہ کا نظام لے کر آئیں۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ ط ...... (یوسف: ٤٠)

''فرماں روائی کا اختیار اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں، اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔''

: : : تیسرا تصور : : :

الولاء والبراء

تیسرا تصور وہ ہے جس کو ہمارے عقائد میں **الوالاء والبراء** کہا جاتا ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے کہ ایک مسلمان کی وفاداری اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے ساتھ ہونی چاہئے اور وہ مشرکین سے الگ ہو جائے۔ لوگ نسلوں، قبیلوں اور قوموں میں بٹے ہوتے ہیں لیکن قرآن ہمیں دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے، مومنین اور کافرین۔ مومنین چاہے وہ کسی رنگ، نسل سے تعلق رکھتے ہوں ایک قوم ہیں اور مشرکین سے علیحدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ...... (الحجرات: ١٠)

''بیشک مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً. (الانبیاء: ٩٢)

''بیشک تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط (التوبہ: ٧١)

''مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔''

اور فرمایا:

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ؕ ......(الانفال: ۷۳)

''اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔''

لہٰذا ایک بھارتی مسلمان آپ کا بھائی ہے اور ہندو پاکستانی نہیں ہے۔ یہ بھی ہمارے عقائد کا کوئی نفلی یا اضافی حصہ نہیں ہے بلکہ ایک مسلمان کے لئے بہت بنیادی مسئلہ ہے۔ اگر آپ اس کے متعلق آیات اور احادیث کا شمار کریں تو اندازہ ہوگا کہ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ مثال کے طور پر اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَعَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَقَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَـقِّ ۚ يُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِيَّاكُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِىۡ تُسِرُّوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَيۡتُمۡ وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡهُ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ۝ اِنۡ يَّثۡقَفُوۡكُمۡ يَكُوۡنُوۡا لَكُمۡ اَعۡدَآءً وَّيَبۡسُطُوۡۤا اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ وَاَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَوَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کیلئے اور میری رضا جوئی کیلئے (وطن چھوڑ کر گھروں سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں اور ان کی روش یہ ہے کہ رسول کو اور خود تم کو صرف اس وجہ سے جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ تم چھپا کر ان کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں۔ جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے وہ یقیناً راہ راست سے بھٹک گیا۔ ان کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کریں اور ہاتھ اور زبان سے تمہیں آزار دیں۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ (الممتحنہ:۲۔۱)

یہ اللہ ﷻ کے الفاظ ہیں! ہمیں بتایا جا رہا ہے امریکہ کی نیت کیا ہے، ہندوستان کی نیت کیا ہے، برطانیہ کی نیت کیا ہے، ان کی نیت یہ ہے کہ اگر تم پر غلبہ پا جائیں تو تمہارے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کریں گے اور اپنے ہاتھ اور زبانیں شر کے ساتھ تمہاری طرف بڑھائیں گے اور چاہیں گے کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان دین کے ایک حصے کو چھوڑ دیں۔ ان کو شریعت سے شدید بغض ہے، جہاد فی سبیل اللہ سے نفرت ہے، انہیں الولاء والبراء کے عقیدے سے چڑ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم دین کے ان پہلوؤں کو بدل ڈالیں۔ کیا ہم ان کو ایسا کرنے کی اجازت دیں گے؟ اگرچہ سورۃ ممتحنہ کی آیات کو یہود و نصاریٰ کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اللہ ﷻ نے یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہمیں علیحدہ خبردار کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کامل علم کی وجہ سے معلوم ہے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے اور تاریخ کے ایک لمبے عرصے تک ہماری ان سے جنگ رہے گی۔ اللہ ﷻ کا

ارشاد ہے:

يَـآيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ م بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط وَمَـنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (المائدہ: ۵۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہود و نصاری کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے

آج معاملہ رفاقت اور دوستی سے بھی آگے بڑھ چکا ہے۔ ہماری حکومتیں مغرب کی چمچہ گیری میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ کفر کی صرف معاونت ہی نہیں کرتے بلکہ ان کو راضی کرنے کے لیے بیشتر کام خود انجام دیتے ہیں، دنیا بھر کے قید خانے مسلمان قیدیوں سے بھر چکے ہیں جن میں سے اکثر کو خود ہماری حکومتوں نے گرفتار کیا ہے، اسی طرح امریکہ کے حکم پر اپنے ہی ملک کے مسلمانوں کو ہماری حکومتیں ہی مار رہی ہیں۔ اور اس سب کچھ کے لیے نئے نئے بہانے تراشے جاتے ہیں مثلاً یہ کہ ملکی سلامتی اور عوام کو بچانے کیلئے ہمیں سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن اللہ کے سامنے یہ عذر قابل قبول نہیں۔ اللہ ﷻ سورۃ المائدہ میں فرماتے ہیں:

فَتَـرَى الَّـذِيْـنَ فِىْ قُـلُـوْبِهِـمْ مَّـرَضٌ يُّسَـارِعُـوْنَ فِيْهِـمْ يَـقُـوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُـصِيْـبَـنَا دَآئِرَةٌ ط فَعَسَـى الـلّٰـهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِـالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نَادِمِيْنَ. (المائدہ: ۵۲)

تم دیکھتے ہو کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں ''ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔ مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمہیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے

ان کے دلوں میں کس چیز کی بیماری ہے؟ منافقت کی بیماری ہے۔ یہ کفر کی فوجوں سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر بمباری نہ کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''وہ فتح دے گا یا کوئی اور بات ظاہر کریگا'' تو اپنے نفاق پر افسوس کریں گے، کوئی اور بات ظاہر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو ہلاک کر دیں گے جو مسلمانوں کے خلاف لڑ رہی ہیں، کوئی حادثہ، معاشی بحران یا ان کے درمیان اختلاف کچھ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ کوئی بھی چیز اللہ کا لشکر بن سکتی ہے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ. (المدثر: ۳۱)

''اللہ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّؤُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ. (البقرة)

''اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے، کہیں گے کہ کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کررہے ہیں ہم ان سے بیزار ہو کر دکھا دیتے۔ یوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کررہے ہیں، ان کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے''

یہ منافقین امریکہ کے اتحادی بننے پر پچھتائیں گے، اپنے آپ کو کوسیں گے کہ ہم کیوں مسلمانوں کے خلاف کھڑے ہوئے۔ دنیا اور آخرت دونوں میں ان کے لیے ذلت مقدر ہے۔ کسی حکومت کے پاس امریکہ کو مدد فراہم کرنے کیلئے کوئی عذر نہیں ہے، اور جو حکومت ایسا کرتی ہے وہ منافقین کی حکومت ہے جسے بزور ہٹانا ضروری ہے۔

ہم توکل اور اللہ پر بھروسہ رکھنے کی بات کرتے ہیں، اگر ہمیں واقعی اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر یقین آجائے تو ہم اللہ کے دشمنوں سے اپنا رشتہ توڑ لیں اور صرف اسی کی مدد پر بھروسہ کریں۔ اس کے بعد ہم ان اسباب پر بھروسہ کریں گے اور مدد لیں گے جو اللہ نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ یہ امت کمزور نہیں ہے! یہ امت مضبوط ہے! اپنی آبادی کے اعتبار سے، زرخیز زمینوں اور تیل کے لحاظ سے یہاں بہت سے وسائل ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت اہم خطے عطا کیے ہیں۔ ہمیں اٹھنا ہوگا، متحد ہونا ہوگا اور اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پیرو بننا ہوگا۔ ہمیں نہ مشرق کی ضرورت ہے نہ مغرب کی۔ نہ US کی ضرورت ہے اور نہ ہی UN کی۔ اگر ہم اللہ پر بھروسہ کریں تو وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں اکیلے تھے تو اللہ نے ان کی حفاظت کی۔ جب مدینہ میں چاروں طرف سے محصور کیے گئے اس موقعہ پر بھی اللہ نے انہیں فتح عطا کی۔ ان سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وقت کی سب سے طاقتور فوج، فرعون کے لشکر سے ٹکر لی اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کا سامنا کیا اور کامیاب ہوئے، پھر اپنے وقت کی دو بڑی طاقتوں، رومی اور ایرانی سلطنت سے یکے بعد دیگرے نہیں بلکہ ایک ساتھ مقابلہ کیا اور کامیاب ہو گئے۔ ہم کمزور نہیں ہے، ہم بہت طاقتور ہیں لیکن ہمارا ایمان کمزور ہے اور یہی مسئلے کی جڑ ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو اللہ کیلئے محبت کرے اور اللہ کے لئے نفرت کرے، اللہ کے لئے عطا کرے اور اللہ کیلئے منع کرے، اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔'' جب مسلمان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے دل کی ہر بات اللہ کی رضا کے تابع ہو جائے تو یہی حقیقی ایمان ہے۔ آپ کی محبت اللہ کے لئے ہو، اس لئے نہیں کہ

فلاں شخص میرے ساتھ اچھا ہے، یا اس سے مجھے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل ہورہا ہے، بلکہ محبت اس لیے ہو کہ یہ مسلمان ہے، مومن ہے، اللہ کے بہت قریب ہے۔ یہی حب لِلّٰہ ہے۔ جب نفرت کریں تو اس لئے نہیں کہ یہ شخص میرے خلاف ہے، یا اس نے مجھے کوئی نقصان پہنچایا ہے، بلکہ اس لیے نفرت کریں کیونکہ وہ اللہ کا نافرمان ہے اور دین سے دور ہے۔ آپ اللہ کی خاطر عطا کرنے والے ہوں، اس لئے نہیں کہ اس شخص سے کچھ فائدہ حاصل ہوگا، بلکہ ضرورت منداور اس کا حق سمجھ کر عطا کریں، صرف اجر کی طلب میں۔ اور جب آپ اپنے ہاتھ روک لیتے ہیں تو وہ بھی محض اللہ کی خاطر روکیں۔ مسلمان کے لیے دنیا کا تصور ہی یہ ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز میں اللہ کی رضا تلاش کرے۔ ہر وہ چیز جو اللہ کو پسند ہے وہی ہمیں پسند ہے اور ہر وہ چیز جو اللہ کو ناپسند ہے ہمیں بھی ناپسند ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ایمان کے اس مرتبے پر ہیں؟ شائد بہت کم اس لیے ہمیں اس درجہ تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

: : : چوتھا تصور : : :

جہاد فی سبیل اللہ

چوتھا تصور جہاد فی سبیل اللہ کا ہے، اور یہ وہ مسئلہ ہے جس پر بات کرنا لوگوں کو سخت ناگوار لگتا ہے۔ یعنی اللہ کے راستے میں جنگ کرنا۔ میرے بھائیو! جہاد قیامت تک جاری رہے گا، یہ اللہ کے رسول ﷺ کا وعدہ ہے۔ لہٰذا جہاد کل بھی ہو رہا تھا، آج بھی ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں بات کرنا مغرب کو پسند نہیں اور نہ ہی ہماری حکومتوں کو پسند ہے۔ لیکن یہ قرآن کا حصہ ہے، قرآن میں کئی سو آیات ہیں جو جہاد پر بات کرتی ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی سینکڑوں احادیث اس کے بارے میں موجود ہیں اور ہم انہیں مٹا نہیں سکتے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہم ہر وہ کام کریں گے جو اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہم سے چاہتے ہیں۔

ہم جس دنیا میں رہتے ہیں یہ تو آخرت کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ ہم یہاں اس دنیا کی خاطر نہیں جی رہے، دنیا میں رکھا ہی کیا ہے؟ بہت مختصر زندگی ہے اور اس سے حاصل ہونے والا فائدہ بھی محدود ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے جو جنت اور جہنم کے بارے میں علم رکھتا ہو یہ بالکل بے تکی بات ہے کہ ہم دنیا میں صرف دنیا کمانے کے لئے جی رہے ہوں۔ اس لیے ان لوگوں کو بھول جائیں جو جہاد کے معنی کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے قتال مراد نہیں ہے۔ ان لوگوں کو بھول جائیں جو کہتے ہیں کہ ابھی جہاد کا وقت نہیں آیا، ابھی ہم کمزور ہیں۔ ایسے لوگوں کو چھوڑ دیں جو جہاد سے فرار کے بہانے کرتے ہیں اور اپنا کام کرتے جائیں اسی میں آپ کا بھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَقَاتِلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ ج وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ج وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلاً. (النساء:۸۴)

پس (اے نبی ﷺ) آپ اللہ کی راہ میں قتال کریں، آپ اپنی ذات کے سوا کسی اور کے لئے ذمہ دار نہیں ہیں البتہ اہل ایمان کو لڑنے پر اکسایئے، بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دیں، اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے

اللہ تعالیٰ کافروں کے زور توڑنے کی بات کررہے ہیں۔یعنی کفر کا لشکر، جو ہم پر اپنی پوری قوت کے ساتھ چڑھائی کرتا ہے، ان کے طاقتور ہوائی جہاز، بحری بیڑے، افواج، جدید اسلحہ اور میزائل، یہ سب ان کی قوت ہے! ہم ان کی طاقت اور قوت کو کیسے روک سکتے ہیں؟ کیا مذاکرات کے ذریعے؟ ہمت ہار کر بیٹھ جانے سے؟ ہتھیار ڈال دینے سے؟ یا ان کے آگے بچھ جانے سے؟ اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں اس کا جواب ہمیں دے دیا: 'اللہ کی راہ میں قتال کرو! یہی وہ چیز ہے جس سے اللہ ان کا زور توڑ ڈالے گا اور اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے'۔ میرے بھائیو اور بہنو! اگر ہم قرآن سے رجوع کریں تو ہمیں سارے جواب مل جائیں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں۔ ہم اس چیز پر عمل کرتے ہیں جسے ہم صحیح یا غلط سمجھتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز کو صحیح اور کس کو غلط کہہ رہے ہیں۔

میرے بھائیو اور بہنو! اگر ہم آج نہیں لڑیں گے تو کب لڑیں گے؟!! مسلمانوں کی اراضی پر کفار کا قبضہ ہے، ہر جگہ ظلم کے بادل چھائے ہوئے ہیں، قرآن کے احکامات سے بے رخی برتی جارہی ہے، جہاد کے لئے اس سے بہتر وقت اور کون سا ہوسکتا ہے؟

وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا. (النساء: ۷۵)

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کررہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کردے

پھر بھی ہم نہیں لڑتے وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر بیماری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں بتا چکے ہیں کہ کیا بیماری ہے، ساتھ ہی اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

جب تم عینہ (سودی لین دین) کرنے لگو گے اور گائے کی دمیں پکڑ لو گے، اور کھیتی باڑی (کی زندگی) میں (مگن ہو کر) مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ذلت مسلط کر دیں گے۔ جو اس وقت تک نہیں ہٹائی جائے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ پلٹ آؤ۔" (ابو داؤد)

آئیں ذرا اس حدیث پر غور کریں اس میں ہماری حالت بتائی جا رہی ہے۔ ہم دنیا میں مگن ہو گئے ہیں، بیلوں کی دمیں تھام لی ہیں، کاروبار اور تجارت میں مصروف ہو کر جہاد چھوڑ دیا ہے اور اسی وجہ سے آج ہم پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے۔ یہ ذلت نہ تو ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کر کے دور ہو گی نہ ہی ڈاکٹرز اور انجینئرز بن جانے سے۔ نہ سائنس میں ترقی سے دور ہو گی نہ معاشی میدان میں جھنڈے گاڑھنے سے۔ یہ دور ہو سکتی ہے صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ سے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیں دنیاوی تعلیم حاصل نہیں کرنی چاہئے بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اپنی نجات کے لئے اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہمیں اس راستے سے اپنے مصائب سے چھٹکارا ملے گا۔ راہ نجات یہ ہے کہ ہم دوبارہ اللہ کے دین کی طرف پلٹ آئیں۔ جہاد کا پرچم تھامیں اور اللہ کے بھروسے پر نکل کھڑے ہوں۔

میں اپنی بات کا اختتام انہی تصورات کی یاد دہانی کراتے ہوئے کروں گا، پہلا تصور یہ کہ اسلام ایک جامع اور مکمل دین ہے۔ دوسرا یہ کہ اللہ کے قانون اور شریعت کو دوبارہ دنیا میں نافذ کرنا ہم پر فرض ہے، تیسرا نکتہ الولاء والبراء کا ہے یعنی ہماری دشمنی کس سے ہے اور ہمدردی اور نصرت کا تعلق کس سے ہے اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں، اور چوتھا یہ کہ جہاد ہم پر فرض ہے اور یہی ہمارے لیے واحد راستہ ہے اور کسی کے کرنے نہ کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ میں اللہ سے دعا کرتے ہوں کہ جو کچھ ہم نے سنا اس کو سب کے لئے فائدہ مند بنا دے، ہم سب کو معاف فرما دے اور میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس امت کو متحد کر دے اور ہمیں فتح عطا کرے۔ ہم اللہ سے اس کی جنت طلب کرتے ہیں اور دوزخ سے نجات مانگتے ہیں۔

ربنا اتنا فی الدنا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار.

وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی اله واصحابه وسلم تسلیما کثیرا.

::: سوال جواب :::

سوال:

آپ نے کہا کہ مسلم امہ کے مسائل کا بنیادی حل جہاد ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ افغانستان میں بڑی تعداد میں مسلمان کئی سال سے دشمن کے خلاف برسرِ پیکار ہیں لیکن فتح تو دور کی بات وہاں کے مسائل میں سے کسی ایک کا حل بھی نظر نہیں آرہا؟

جواب:

یہ بہت اہم نکتہ ہے جس کی طرف آپ نے توجہ دلائی، جزاک اللہ۔کبھی کبھی ہم سوچتے ہیں کہ اتنے سارے اہل ایمان جنگ کررہے ہیں لیکن پھر بھی انہیں کافروں پر فتح حاصل نہیں ہورہی۔ یہ ایک بہت تفصیل طلب مسئلہ ہے یعنی اسلام میں فتح وشکست کا تصور یا اسلام میں فتح سے کیا مراد ہے؟ یہاں میں کچھ نکات مختصراً بیان کروں گا تاکہ مزید سوالات کا وقت بچ جائے اگرچہ یہ موضوع بہت تفصیل چاہتا ہے۔

- پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک فتح نہیں دیں گے جب تک ہم کوشش نہ کریں، ظاہر ہے کہ کوشش کیے بغیر تو کچھ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم کوشش کرتے رہیں، اپنی قوتیں لگاتے رہیں اسی سے ہمارے ایمان کی آزمائش ہے۔ فتح نہیں مل رہی تو کوشش کو چھوڑ دینے سے وہ کہیں خود سے نہیں آجائے گی۔
- دوسری چیز یہ ہے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ہمیں اس لئے فتح نہیں عطا کرتے کیونکہ ہمارے اندر کچھ خامیاں اور خرابیاں ہوتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بہترین انسان تھے ان کو بدر میں فتح ہوئی لیکن پھر احد میں شکست ہوگئی۔ اگرچہ اس کو مکمل شکست نہیں کہہ سکتے لیکن اس کو دیکھ لیا تھا۔ وہاں ایسا کیوں ہوا؟ تھوڑی سی نافرمانی ہوگئی تھی۔ پھر مسلمان غزوہ خندق میں فتح یاب ہوئے، اپنی طاقت کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی قدرت کی وجہ سے، ہوائیں اور فرشتے ان کے ساتھ تھے۔ لیکن اس کے بعد پھر حنین میں انہیں دوبارہ شکست ہوئی، کیوں؟ وہاں بھی ایک مسئلہ تھا کہ مسلمان اپنی تعداد پر فخر کررہے تھے۔ انہوں نے کہا '' آج ہمیں اپنی تعداد کی وجہ سے شکست نہیں ہوگی، ہم بارہ سو ہیں۔'' انہیں اپنے تعداد کا غرہ تھا لہذا وہ ہار گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''<u>تم اپنی تعداد پر فخر کررہے تھے لیکن تمہاری تعداد کچھ کام نہ آئی۔</u>''
- تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آزما کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم کتنا ثابت قدم رہتے ہیں۔ سورۃ البروج میں اللہ تعالیٰ ہمیں اصحاب الاخدود (خندق والوں) کے بارے میں بتاتے ہیں۔ یہ ایک قوم تھی جو مسلمان ہوگئی اور بادشاہ ان کو زبردستی دین سے پھیرنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ بادشاہ نے ان کے لئے خندقیں

کھدوائیں، جنہیں لکڑیوں سے بھر کر آگ دہکائی گئی اور پھر ایک ایک کر کے مسلمانوں کو اس میں پھینکنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ سب کے سب جل کر ختم ہو گئے۔ دنیا میں بظاہر ان کو فتح نہیں ہوئی، ان کا کوئی شخص بھی نہیں بچا۔ مرد، عورتیں بچے سب کو زندہ جلا دیا گیا اور انہیں ظاہری فتح نہیں ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ان کے واقعے کے بعد آتا ہے **وذلک الفوز الکبیر**'' اور یہی بڑی کامیابی ہے۔'' اسے کامیابی کیوں کہا گیا؟ کیونکہ وہ آخری وقت تک ثابت قدم رہے اور ہمت نہیں ہاری۔ اگر وہ ہمت ہار بیٹھتے تو شکست ہو جاتی۔ آج اللہ تعالیٰ افغانستان، پاکستان، عراق، یمن، ہر جگہ مسلمانوں کو آزما رہا ہے البتہ ہر ایک کے لئے آزمائش کی مختلف صورتیں ہیں۔ افغانستان میں براہ راست تسلط کی صورت میں انہیں آزمایا جا رہا ہے، دوسرے علاقوں میں کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے آزمایا جا رہا ہے۔ پوری امت کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ جو اس امتحان میں کامیاب ہو گیا وہ فتح یاب ہو گیا چاہے جنگ میں شکست بھی ہو جائے۔

البتہ جنگ میں ہمیں ابھی کامیابی نہیں مل رہی کیونکہ ابھی ہم اس درجے پر نہیں پہنچے کہ ہمیں فتح دی جائے، ہمارے بہت سارے گناہ اور غلطیاں ہیں اور یہ ایک یاد دہانی ہے ہمارے لئے کہ ہم اللہ سے توبہ کریں، اس کی طرف رجوع کریں اور اپنی زندگیوں کو سنوار لیں۔ واللہ اعلم۔

سوال:

میں ایک مرد ہوں اور بذات خود قتال میں شرکت کر سکتا ہوں لیکن میری والدہ اور بہنیں کس طرح جہاد یا قتال میں حصہ لے سکتی ہیں؟

جواب:

میرا ایک کتابچہ ہے جو آپ کو میری ویب سائٹ (http://www.anwar-alawlaki.com) پر بھی مل سکتا ہے۔ اس کا عنوان ''44 ways to support Jihad'' ہے جس میں میں نے کچھ ایسے پہلوؤں کا ذکر کیا ہے جن سے ہم جہاد میں قتال کے علاوہ دیگر صورتوں میں معاون ہو سکتے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ان میں اکثر صورتیں وہ ہیں جن پر ہماری بہنیں عمل کر سکتی ہیں۔ میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ ان ۴۴ طریقوں پر ضرور ایک نظر ڈالیں۔ میں کچھ کا یہاں تذکرہ کر دیتا ہوں۔ جہاد کا ایک ذریعہ دعوت ہے۔ دیگر ذرائع یہ ہیں کہ عقیدہ درست کیا جائے، اس حق و باطل کی جنگ کو سمجھنا، معاشی مدد فراہم کرنا، اگلی نسل کو یہ تمام چیزیں سکھانا اور میڈیا اور انٹرنیٹ کے جہاد میں حصہ ڈالنا یعنی انٹرنیٹ پر جو مباحث ہوتے ہیں یا ذرائع ابلاغ میں جو مباحث

ہوتے ہیں ان میں اپنا کردار ادا کرنا۔ دل اور دماغ کی یہ جنگ بہت اہم جنگ ہے کیونکہ ہم صرف میدان میں جنگ نہیں کر رہے بلکہ نظریات کی بھی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور یہ بہت اہم شعبہ ہے جہاں ہماری بہنیں اپنا تعاون کر سکتی ہیں۔

سوال:

پاکستان میں آپ ہمیں قتال کرنے کیلئے کیا مشورہ دیں گے؟ اور ہمیں کون سے کام کرنے ہوں گے کیونکہ یہ ایک انفرادی عبادت نہیں ہے بلکہ اجتماعی عبادت ہے جو جماعت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ آپ ہمیں اس کے لئے کیا تجویز دیں گے اور وہ کون سے عملی کام ہیں جو ہم کر سکتے ہیں؟

جواب:

میری تجویز یہ ہوگی، کہ جو بھائی پاکستان میں ہیں وہ جسم و جان اور مال سے افغانستان میں اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ دو سب سے اہم جنگیں جو آج یہ امت لڑ رہی ہے افغانستان کی جنگ ہے، جو اب پاکستان میں بھی داخل ہو رہی ہے اور عراق کی جنگ ہے۔ جو اس کی استطاعت رکھتا ہو کہ ان میں جسم و جان سے جہاد کرے اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے اور جو قتال نہیں کر سکتا وہ باقی سارے ممکنہ طریقوں سے اس میں معاونت کرے۔ ہم اس وقت کی بات کر رہے ہیں جب یہ اعانت نفل یا مستحب نہیں بلکہ فرض عین ہے۔ اور جب کوئی چیز فرض عین ہو تو اس کا چھوڑنا گناہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ نے اس پر ایک کتاب لکھی ہے کہ آج لڑنا، قتال کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یہاں تک کہ تمام مسلم اراضی سے قابض لوگوں کو نکال نہیں دیا جاتا۔

سوال:

میرا سوال یہ ہے کہ آجکل مسلمان ریاستوں میں بٹے ہوئے ہیں، ان کے درمیان اختلاف ہے اور دشمنان اسلام ہمیں ایک ایک کر کے ختم کر رہے ہیں۔ ان حالات میں کسی ایک ملک میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ اکیلا ان سے قتال کر سکے۔ ایسے میں وہ کون سے عملی طریقے ہونے چاہئیں مسلم مفکرین اور علماء کیلئے کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں تاکہ متحد دشمنوں کے خلاف ہمارا ردعمل مضبوط اور طاقتور ہو سکے؟

جواب:

جزاک اللہ آپ اس پہلو کو سامنے لائے۔ ظاہری سی بات ہے کہ ایک امت کی حیثیت سے ہمیں متحد ہونا چاہیئے لیکن

سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس وقت تک قتال چھوڑے رکھیں جب تک ہم اکٹھے نہیں ہو جاتے؟ مسئلہ یہ ہے کہ ابھی ہم ایمرجنسی کی حالت میں ہیں۔ مسلمانوں کی زمینیں ایک ایک کر کے نہ صرف چھینی جا رہی ہیں بلکہ ہم اپنی شناخت بھی کھو رہے ہیں۔ اب مسلمانوں کے تصورات اور عقیدوں کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مغربی دنیا اس نام نہاد دل اور دماغ کی جنگ میں کئی ملین ڈالر خرچ کر چکی ہے تا کہ ان تصورات کو مسلمانوں کے دماغوں سے کھرچا جا سکے جو انہیں ناگوار لگتے ہیں۔ وہ ایک نرم قسم کا اسلام سامنے لانا چاہتے ہیں، جس سے انہیں کوئی نقصان نہ ہو، ایسا اسلام جو ہمارے علاقوں میں ان کے جارحانہ عزائم میں مزاحم نہ ہو۔ اسی لئے ہمارے پاس اتنی مہلت نہیں کہ ان سے قتال کیلئے متحد ہونے کا انتظار کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم اس مقام پر ہیں کہ اپنی سرتوڑ کوشش سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

میں اس بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اگرچہ ہم ابھی منتشر ہیں اور بحیثیت امت بہت سے مسائل کا شکار ہیں لیکن اس کے باوجود، جو تھوڑی بہت تعداد افغانستان، صومالیہ، عراق، چیچنیا اور دوسرے خطوں میں کافروں کے خلاف ڈٹی ہوئی ہے انہیں کسی نہ کسی حد تک کامیابی بھی مل رہی ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کی نصرت کر رہے ہیں اور اگر ہم اٹھ کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہماری بھی نصرت فرمائیں گے۔ کافروں پر پوری طرح غلبہ پانے میں ابھی وقت لگ سکتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجاہدین اب تک ڈٹے ہوئے ہیں اور مغربی طاقتیں نہ انہیں روک سکی ہیں نہ شکست دے سکی ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امت بہت تھوڑی تعداد اور قلیل وسائل کے ساتھ بھی بہت کچھ کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال:

میری خواہش ہے کہ آپ جیسے قابل علماء اس پر بات کریں جو بہت ساری تنظیمیں پاکستان میں اسکول جلا رہی ہیں، سوات میں ۱۹۱ اسکولوں کو جلایا جا چکا ہے اور وہ اس کام کو جہاد کا نام دے رہے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے ہی بھائیوں کو قتل کر رہے ہیں اور خون خرابا کرتے ہیں، ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جہاد اصل میں ہے کیا؟ جہاد تو ایک لیڈر کے تحت ہوتا ہے اور یوں چھوٹی چھوٹی تنظیمیں بنا کر ریاست کے خلاف لڑنا کیسا ہے۔ اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں۔

جواب:

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے دو نکات قابل غور ہیں۔

پہلا یہ کہ جہاں بھی جہاد فی سبیل اللہ کا معاملہ ہو "میڈیا" جو کہ مغرب اور حکومت کے کنٹرول میں ہے وہ

ضرور بددیانتی سے کام لیتا ہے اور بات کو کچھ کا کچھ بنا کر پیش کرتا ہے۔ میں نے سوات کی صورتحال کے بارے میں جو کچھ بھی پڑھا ہے زیادہ تر مغربی ذرائع ابلاغ سے حاصل کیا ہے۔ اس لیے میرے لئے یہ بہت مشکل کام ہے کہ اس بنیاد پر کوئی رائے قائم کروں۔ ظاہر ہے کہانی کا جو رخ مغربی ذرائع ابلاغ میں دکھایا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ لڑکیوں کے اسکول تھے اور یہ لوگ لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ لیکن میں نے ایک دوسری رپورٹ میں جو اسی علاقے سے آئی تھی یہ بھی پڑھا کہ ان اسکولوں کو حکومت بنکرز کے طور پر استعمال کر رہی تھی۔ لیکن بہرحال میرے لئے اتنی دور بیٹھ کر جبکہ میں صحیح تفصیل سے بھی واقف نہیں ہوں کچھ کہنا درست نہیں ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مجاہدین کے حق میں اور مغربی مداخلت کے خلاف لڑنا ہمارا فرض ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور ہماری اس شناخت کو کوئی دوسرا نہیں مٹا سکتا۔ ہم پر بھی اللہ کی حاکمیت اور شرعیت کا نفاذ فرض ہے لہٰذا اگر کوئی دوسرا یہ کام کرے گا تو ہمارے اوپر اس کی نصرت کرنا لازمی ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس کام کے دوران ہم مکمل نہیں ہو سکتے۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے چودہ سو سال کے فاصلے پر ہیں۔ ہمارے ہر کام میں کوئی نہ کوئی کمی رہ جائے گی، ہر تنظیم میں کچھ خامیاں ہوتی ہیں جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک کے اندر خامی موجود ہے۔ چنانچہ ہم جو بھی کریں وہ مکمل نہیں ہوسکتا لیکن ہمیں بہتری کی کوشش کرنی ہوگی، ابھی ہمیں بہت کچھ سیکھنا ہے۔ اس لیے شیوخ، طلباء اور علماء کو چاہئے کہ مجاہدین کو نصیحت کریں، مشورے دیں اور سکھائیں کہ وہ کس طرح امور کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ البتہ جب ہمارے علماء ہی میدان جہاد سے دور ہوں، مجاہدین کو اپنے نصائح سے محروم رکھیں، تو کسی غلطی پر مجاہدین کو الزام دینا درست نہیں۔ علماء پر سکھانا، نصیحت، کرنا حالات کا بغور جائزہ لینا اور شریعت کے مطالعے اور اصل صورتحال کو سمجھنے کے بعد اپنے بھائیوں کو مشورے دینا فرض ہے۔ واللہ اعلم۔

سبحانک اللھم وبحمدک نشھد ان لا الہ الا انت نستغفرک و نتوب الیک

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!!

....